95527 ـ لڑكی كے باپ سے رشتہ طلب كيا اور لڑكی كا والد فوت ہونے پر چچا اتفاق ميں تبديلی كرنا چاہتا ہے

سوال

ميں انتيس برس كا جوان ہوں اڑھائی برس قبل ميں نے اپنے ساتھ ملازمت كرنے والی لڑكی سے منگنی كی اور الحمد للہ لڑكی كے والد سے اتفاق كرنے كے بعد منگنی ہو گئی، اس دوران ہمارے درميان طبعی قسم كی مشكلات تھيں، اور لڑكی كے والد كے ساتھ ميرے بہت اچھے تعلقات تھے، كہ جنوری ميں لڑكی كا والد فوت ہو گيا، اس وقت سے لڑكی كے چچا ہمارے معاملہ ميں دخل دے رہے ہيں، اور انہوں نے اس اتفاق كو كئی طرح سے تبديل كرنے كی كوشش كی، اور بالآخر اس كےايك چچا نے ميرے گھر آ كر منگنی كی انگوٹھی واپس كر دی.
يہ علم ميں رہے كہ ہم دونوں ہی ايك دوسرے كو چاہتے ہيں، اور كئی حكيم قسم كے افراد نے بھی اسے حل كرنے كی كوشش كی ہے، اور دونوں خاندانوں ميں سے افراد نے رجوع كی رغبت كا اظہار بھی كيا ہے، ليكن لڑكی كے چچا شادی كے ليے عجيب و غريب شروط ركھ رہے ہيں، جو لڑكی كے متوفی والد كے ساتھ اتفاق سے بالكل مختلف ہيں.
برائے مہربانی يہ بتائيں كہ اس طرح كی حالت ميں دينی حكم كيا ہے، كيا لڑكی كے ماموں كے ليے اس كی شادی كرنا جائز ہے، اور اس تنگی كی حالت ميں حل كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ كے سوال كا جواب دينے سے قبل ايك مسئلہ پر متنبہ كرنا ضروری ہے كہ: مرد و عورت كے اختلاط والی جگہ پر ملازمت كرنی دونوں يعنی مرد اور عورت كے ليے جائز نہيں ہے كيونكہ يہ ايسے فساد كی جڑ ہے جس كے معاشرے پرغلط اثرات كسی پر مخفی نہيں ہيں، اختلاط كی حرمت كے دلائل ہم سوال نمبر (1200) كے جواب ميں بيان كر چكے ہيں.

جو شخص بھی كسی اختلاط والی جگہ پر ملازمت كرنے ميں مبتلا ہو ـ اگر وہ ملازمت ترك كرنے كی استطاعت نہ ركھے ـ تو اسے چاہيے كہ وہ عورتوں كو ديكھنے اور ان سے خلوت كرنے اور بغير كسی ضرورت اور كام كی كے بات چيت نہ كرے.

اس حرام اختلاط كی خرابيوں ميں يہ شامل ہے جو اجنبی مرد اور عورت كے مابين پيدا ہوتا ہے جسے لوگ كام كی

ساتھ یعنی ملازمت کی جگہ ملازمت کرنے والی سہیلی اور دوست کا نام دیتے ہیں، اس میں حرام نظر بھی پڑتی ہے، اور حرام بات چیت بھی ہوتی ہے، اور پھرخط و کتاب کا سلسلہ بھی ہوتا ہے، جس کے باعث اکثر حرام تعلقات قائم ہوتے ہیں.

دوم:

آپ کے سوال کے جواب کے متعلق عرض ہے کہ: آپ کے سوال سے یہی لگتا ہے کہ آپ نے ابھی عورت کے ساتھ عقد نکاح نہیں کیا؛ اس لیے ابھی آپ اس کے لیے ایك اجنبی مرد کی حثییت رکھتے ہیں، لہذا آپ کے لیے اس کے ساتھ خلوت کرنا اور کثرت سے بات چیت کرنا جائز نہیں، جب تك آپ کاعقد نکاح نہیں ہو جاتا.

اور پھر عورت کا عقد نکاح اس وقت تك صحیح نہیں جب تك اس کا ولی وہاں حاضر نہ ہو، اور اس لیے کہ لڑکی کا والد فوت ہو چکا ہے، یہ ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے داد کو مل چکی ہے، اور اگر دادا نہیں ہے تو لڑکی کے بھائی اس کے ولی ہونگے، اور اگر لڑکی کے بھائی بھی نہیں تو پھر یہ ولایت منتقل ہو کر لڑکی کے چچا کو مل جائیگی.

اور ولی کو حق حاصل نہیں کہ وہ بغیر کسی شرعی اور مقبول عذر کے لڑکی کو شادی کرنے سے منع کرے، اور اگر وہ اسے شادی کرنے سے منع کرتے ہیں تو یہ ولایت منتقل ہو کر بعد والے ولی کو مل جائیگی، اور پھر شرعی قاضی کی طرف منتقل ہو جائیگی، یا پھر اس کے قائم مقام کو، اس پر متنبہ رہیں کہ لڑکی کے ماموں اس کے ولی نہیں بن سکتے.

اولیاء کی ترتیب دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (2127) کے جواب کا مطالعہ کریں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب کوئی عورت کسی مرد سے شادی کرنے پر راضی ہو اور وہ اس کا کفؤ بھی ہو تو اس کے ولی مثلا بھائی پھر چچا پر واجب ہے کہ وہ اس کی شادی کر دے، اور اگر وہ اسے روکتا اور شادی سے منع کرتا ہے تو دور کا ولی اس کی شادی کریگا، یا پھر اس کی اجازت کے بغیر حاکم شادی کریگا، اس میں علماء کا اتفاق ہے.

لہذا ولی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ عورت کو کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرے جس پر وہ راضی نہیں، اور جس سے وہ نکاح کرنا پسند کرتی ہے اس سے شادی کرنے سے ولی اسے مت روکے جبکہ وہ کفؤ ہو اس پر آئمہ کا اتفاق ہے.

بلکہ اسے تو اہل جاہلیت روکتے اور منع کرتے تھے، اور وہ ظالم قسم کے لوگ ایسا کرتے ہیں جو اپنی عورتوں کی شادی ایسے افراد سے کرتے ہیں جنہیں وہ اپنی غرض کے لیے اختیار کرتے ہیں، اور اس میں عورت کوئی مصلحت

نہیں ہوتی، اور وہ اسے ایسا کرنے پر مجبور کرتے ہیں.

یا پھر وہ اسے ذلیل کرتے ہیں حتی کہ وہ اس سے شادی کر لے، اور عداوت کی بنا پر وہ کفؤ اور مناسب رشتہ سے شادی کرنے پر منع کرتے ہیں، یا کسی اور غرض کی بنا پر اس کی شادی نہیں کرتے، یہ سب جاہلیت کے عمل اور ظلم و دشمنی اور عدوان ہے.

اور اسے اللہ عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے، اور مسلمان اس کے حرام ہونے پر متفق ہیں، اللہ عزوجل نے عورتوں کے اولیاء پر واجب کیا ہے کہ وہ عورت کی مصلحت کو مدنظر رکھیں، نہ کہ اپنی خواہش کو، جس طرح سارے اولیاء اور وکیل جو کسی دوسرے کے لیے تصرف کرتے ہیں.

کیونکہ اس میں تو اس کی مصلحت کو مدنظر رکھا جاتا ہے جس کے لیے وہ کام کیا جا رہا ہے نہ کہ اپنی خواہش کو، کیونکہ یہ تو ایک امانت ہے جسے اللہ نے اس کے اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

یقینا اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل افراد کے سپرد کر دو، اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو .

یہ واجب نصیحت میں شامل ہوتی ہے، اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" دین تو خیر خواہی کا نام ہے، دین خیر خواہی کا نام ہے دین خیر خواہی کا نام ہے.

صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس کے لیے ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ کے لیے، اور اس کی کتاب کے لیے، اور اس کے رسول کے لیے، اور مسلمان اماموں کے لیے، اور عام مسلمانوں کے لیے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 52 ـ 53).

اور ہم آپ کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ آپ لڑکی کے گھر والوں کی موافقت کے بغیر یہ شادی نہ کریں، انہیں راضی کرنا اور ان کی محبت و مودت حاصل کرنا ضروری ہے، تا کہ قطع رحمی کا باعث نہ بنے، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے بعد ہمیشہ کے لیے ان سے تعلق ہی نہ بنایا جائے.

واللہ اعلم .